عہد حاضر میں عربی زبان و ادب کا فروغ طریقہ کار اور اسکی اہمیت

☆ پروفیسر ڈاکٹر قاری بدرالدین

عربی زبان کی اہمیت قرآن وحدیث کی روشنی میں : قرآن وحدیث میں بے شمار آیات واحادیث میں عربی زبان کی خصوصیت وامتیازات کے ساتھ اس کی اہمیت کو بیان کیا گیا۔

وقال تعالیٰ فی کلامہ۔ خلق الانسان علمہ البیان (۱)

ترجمہ: پیدا کیا انسان کو اور اُس کو بیان کرنا سکھایا۔

وقال تعالیٰ، لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم (۲)

ترجمہ: البتہ تمہارے پاس آیا ایک رسول تم میں سے جو تمہیں تکلیف پہنچے وہ اُس پر گراں ہے۔ تمہاری بھلائی کا بہت خواہشمند ہے، مومنوں پر انتہائی شفیق نہایت مہربان ہے

وقال تعالیٰ انا انزلنہ قرآناً عربیاً لعلکم تعقلون (۳)

ترجمہ: بے شک ہم نے اُسے نازل کیا قرآن عربی زبان میں، تاکہ تم سمجھو۔

وقال تعالیٰ اناجعلنہ قرآناً عربیاً لعلکم تعقلون (٤)

ترجمہ: بے شک ہم نے قرآن کو عربی بنایا تاکہ تم سمجھ لو

وقال تعالیٰ وکذالك او حینا الیك قرآناً عربیاً (٥)

ترجمہ: اور اسیطرح ہم نے تمہاری طرف نازل کیا قرآن عربی زبان میں

وقال تعالیٰ وکذالك انزلنہ حکماً عربیاً (٦)

ترجمہ: اور اسیطرح ہم نے اُسے نازل کیا محکم عربی زبان میں

☆ چیئرمین شعبہ عربی وفاقی اردو یونیورسٹی عبدالحق کیمپس کراچی

وقال تعالی وھذا للسانٌ عربی مبین(۷)

ترجمہ: اور یہ عربی زبان واضح ہے

وقال تعالی کتاب فصلت قرآناً عربیاً لقوم یعلمون(۸)

ترجمہ: ایک کتاب ہے جس کی آیات جداجدا ہیں، قرآن عربی زبان میں ہے سمجھ والے لوگوں کے لئے۔

وقال تعالی وھذا کتاب مصدق لساناً عربیاً لینذرا لذین ظلموا و بشریٰ للمحسنین(۹)

ترجمہ: اور یہ کتاب تصدیق کرنے والی ہے عربی زبان میں ہے، تا کہ ظالموں کو ڈرائے اور خوشخبری دے نیکی کرنے والوں کو۔

وقال تعالی قرآناً عربیاً غیرذی عوج لعلکم تتقون(۱۰)

ترجمہ: قرآن عربی زبان میں ہے ہر کجی کے بغیر ہے تا کہ تم پرہیز گار بن جاؤ۔

وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احبوا العربیة لثلاث لانی عربی و القرآن عربی و کلام اھل الجنته عربی۔(رواہ البیھقی فی شعب الایمان)

ترجمہ: حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ عرب سے تین وجہ سے محبت کرو(۱) میں عربی ہوں (۲)اور قرآن عربی ہے(۳)اور جنت والوں کی زبان عربی ہے۔

عربی زبان کی اہمیت وفضیلت کے سلسلہ میں دس آیاتِ قرآنی اور ایک حدیث مبارکہ پیش کی گئی ہے۔ان تمام قرآنی آیات اور حدیثِ مبارکہ سے عربی زبان کی فضیلت روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے۔عربی زبان کے ساتھ ہمارا تعلق دین کے رشتے سے ہے محض ایک زبان کے اعتبار سے نہیں بلاشبہ عربی زبان فصاحت وبلاغتِ کلام میں اپنی مثال آپ ہے۔ یہاں یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ اس زبان سے ہماری محبت فقط اُس کی فصاحت و بلاغت یا دوسری خوبیوں کے لحاظ سے نہیں بلکہ یہ محبت اس اعتبار سے ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے آخری کلام قرآن مجید کی زبان ہے۔ یہ زبان ہادیٔ برحق ﷺ کی ہے اسی طرح یہ ہماری دینی زبان ہے۔ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ عربی ہماری دینی زبان ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ دوسری تمام زبانیں لادینی ہیں۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ زبان جو دینی مقاصد کو پورا کرے اور جس زبان سے اسلام کی ترجمانی ہوتی ہو وہ اسلامی اور دینی زبان بن جاتی ہے۔ اِس کے برعکس ہر وہ کلام وزبان جو دین کے خلاف ہو،

لادینی اور غیر اسلامی ہے۔عربی زبان سے ہم اسلئے بھی محبت کرتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے آخری کلام کی ترجمان ۔احادیثِ نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوۃ والسلام کی زبان ہے۔ فقہ اسلامی، اسماء الرجال، تاریخ اسلام اور اسلام سے متعلق دوسرے متعدد علوم کی یہ زبان امین ہے۔اس زبان میں اسلامی ادب کا اور اسلامی علوم کا بیش بہا خزانہ محفوظ ہے۔لہٰذا اس زبان کے مقدس اور بابرکت ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں اس صورت حال سے ہم اس زبان سے کیسے بے نیاز ہو سکتے ہیں۔اگر ہم نے عربی زبان کو چھوڑ دیا اور سمجھنے کی کوشش نہیں کی تو ہم نہ صرف اپنے اسلاف کے ورثہ سے محروم ہو جائیں گے بلکہ اپنے دین کے سرچشموں سے بھی دور ہو جائیں گے۔

ا۔عربی زبان کی سب سے بڑی اہمیت وفضیلت یہ ہے کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور عربی زبان میں ہی نازل ہوا

ترجمہ:ارشاد ربانی ہے ہم نے اُس کو اُتارا ہے قرآن عربی زبان میں تاکہ تم سمجھو۔(۱۱)

علامہ شبیر احمد عثمانی نے اس کی تفسیر میں لکھا ہے عربی تمام زبانوں سے زیادہ فصیح ووسیع اور پُر شوکت زبان ہے جو نزول قرآن کے لیئے منتخب کی گئی ہے۔(۱۲)

اور بھی کئی آیتوں میں قرآن پاک کے عربی ہونے کو بطور احسان جتلایا گیا ہے چنانچہ۔

سورۃ الشعراء میں ارشاد ہے

ترجمہ:یہ قرآن پروردگارِ عالم کا اُتارا ہوا ہے اُس کو روح الامین فرشتہ لے کر تیرے دل پر اتارا تاکہ تم کھلی عربی زبان میں ڈرانے والے ہو۔ (۱۳)

اسطرح بے شمار آیات میں عربی زبان کی اہمیت وفضیلت اُجاگر ہوتی ہیں

عربی کی اہمیت و فضیلت حدیث کی روشنی میں

ابن عمرؓ کی روایت میں ہے "تعلموا العربية فانها من دينكم"

ترجمہ: عربی زبان سیکھو کہ یہ تمہارے دین سے ہے۔یعنی دین کی سمجھ بوجھ عربی زبان پر موقوف ہے۔(۱۴)

ایک جگہ حضورﷺ کا ارشاد ہے جو عربی اچھی طرح بول سکتا ہو اُسے چاہیے کہ غیر عربی زبان میں بات نہ کرے کہ یہ نفاق پیدا کرتا ہے۔(۱۵)

حضرت عباسؓ سے روایت ہے کہ حضورﷺ کا ارشاد ہے کہ عرب سے تین وجہ سے محبت کرو (۱)

میں عربی ہوں اور قرآن عربی ہے اور جنت والوں کی زبان عربی ہے۔اس حدیث میں عرب کو محبوب رکھنے کی تین وجہیں بتائی ہیں،اول کہ میں عربی ہوں یہ بات ہر مسلمان جانتا ہے کہ حضور ﷺ کی محبت جزوِایمان ہے کیونکہ حضور پاک ﷺ کا ارشاد ہے کہ کوئی شخص تم میں سے مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اُس کے نزدیک اُس کے والدین،اولاد اور تمام آدمیوں سے زیادہ محبوب نہ بن جاؤں۔اور ظاہر ہے جب کسی سے محبت ہوتی ہے تو اُس کی ہر چیز محبوب ہوتی ہے۔اُس کی چال،ڈھال،اُس کا کھانا پینا اور حرکت وسکون اور اُس کی ہر ادا محبوب ہو جاتی ہے۔جب دنیا کا ایک مجازی عاشق مجنون لیلیٰ کی محبت میں در و دیوار کو چوم سکتا ہے تو ہم حضور ﷺ کی ہر ادا پر فدا کیوں نہیں ہوسکتے۔شاعر کہتا ہے۔

اَمُرُّ علی الدیارِ دیارَ لیلیٰ اُقَبِّل ذالجدار و ذوالجدارا

وَماَ حُبُّ الدیار شغفن قلبی ولکن حُبُّ من سکن الدیارا

ترجمہ: مجنوں کہتا ہے کہ جب میں لیلیٰ کے شہروں پر گزرتا ہوں تو کبھی اِس دیوار کو چومتا ہوں اور کبھی اُس دیوار کو لیکن شہروں کی محبت نے مجھے فریفتہ نہیں کر رکھا ہے بلکہ اُس شخص کی محبت نے مجھے فریفتہ کر دیا ہے جو اِن شہروں میں رہتا ہے۔(۱۶)

ثعالبی فقہ اللغۃ میں لکھتے ہیں بے شک جس کو اللہ سے محبت ہوگی اُس کو اُس کے حبیب پاک ﷺ سے ضرور محبت ہوگی۔اور جو نبی عربی سے محبت رکھے گا وہ عرب سے محبت رکھے گا اور جس کے نزدیک عرب محبوب ہونگے تو اُس کو عربی زبان ضرور محبوب ہوگی۔افضل الکتب جو کہ افضل العرب والعجم ﷺ پر نازل ہوئی ہے۔اور جو عربی زبان کو محبوب رکھے گا تو وہ اس کا اہتمام کرے گا اور ہمیشہ اپنی توجہ کو اُس کی طرف مبذول کرے گا۔(۱۷)

ابن عساکرؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی زبان جنت میں عربی تھی جب دانہ کھانے کی لغزش ہوئی تو وہ عربی زبان بھی بھلادی گئی اور سریانی میں کلام فرمایا جب توبہ قبول ہوگئی تو اللہ جل شانہ نے پھر عربیت اُن کی طرف لوٹا دی۔اس سے بڑھ کر عربی زبان کی اور کیا فضیلت ہوگی کہ حضرت آدمؑ جب تک جنت میں رہے اُن کی زبان عربی رہی اور جب خطا کی وجہ سے جنت سے نکال دیئے گئے تو عربی زبان بھی چھین لی گئی اور توبہ کے بعد لوٹائی گئی۔(۱۸)

عربی زبان کی جامعیّت: عربی دنیا کی وہ منفرد زبان ہے جو اپنے قواعد (گرامر) کے اعتبار سے بھی، تلفظ اور لہجے کے اعتبار سے بھی ایک کامل اور مکمل زبان ہے۔ اُس کا کوئی لفظ بھی خلاف قاعدہ نہیں لکھا جا سکتا ہے اُس کے ہر اسم اور ہر فعل کے لئے قاعدہ و قانون مقرر ہے اگر کوئی لفظ مقررہ قواعد کے خلاف استعمال ہوتا ہے تو اُس کے اُس استثنا کے بھی ضابطے موجود ہیں۔ اُس کا نتیجہ یہ ہے کہ تقریر و تحریر میں غلطی کا امکان نہیں رہتا اور معنی کے تعین میں کوئی ٹھوکر نہیں لگتی۔ عربی زبان کی جامعیّت اور اختصار کا یہ عالم ہے کہ بڑے سے بڑے مفہوم کو چند لفظوں میں نہیں بلکہ چند حروف میں ادا کیا جا سکتا ہے اِس حقیقت کی وضاحت کے لیے ہم بہت ساری مثالیں پیش کر سکتے ہیں مگر طوالت کے خوف سے صرف چند ایک مثالیں درجہ ذیل پیش کی جاتی ہیں:

عربی زبان میں ایک ایک چیز کے لئے درجنوں لفظ موجود ہیں دنیا کی کوئی ایسی معروف اور معلوم شے نہیں جس کی ہر کیفیت اور ہر حالت کے لیے عربی میں کوئی جدا لفظ موجود نہ ہو اپنے ایک ہاتھ ہی کو لیجئے اُس کے ہر حصہ کے جدا جدا نام ہیں حد یہ ہے کہ ہر انگلی کا جدا نام ہے انگلیوں کے پوروں کے لیے علیحدہ علیحدہ لفظ ہیں۔ ناخن کے ہر حصہ اور ہر رنگ کے لئیے جدا جدا لفظ موجود ہیں چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

دودھ کے لیے ۱۳ لفظ ہیں۔ روشنی کے لیے ۲۱، سورج کے لیے ۲۹، تاریکی وظلمت کے لیے ۵۲، بادل کے لیے ۵۰، بارش کے لیے ۶۴، کنوئیں کے لیے ۸۸، سانپ کے لیے ۱۰۰، پانی کے لیے ۱۷۰، اور اونٹ کے لیے ۲۵۵ الفاظ آتے ہیں۔ خال کے لیے ۲۰، عین ایک لفظ ہے اُس کے معنی ۳۵، عجوز لفظ تو چار ہیں مگر اُس کے معنی ۶۰ تک بیان کئے گئے ہیں (۱۹)

عربی کا ایک امتیاز کا یکساں تلفظ ہے: عربی کی ایک اور انفرادیت اُس کے تلفظ کی یکسانیت ہے آپ دنیا کے مشرق و مغرب میں کہیں چلے جائیں کلام اللہ کی ترتیل و تلاوت ایک ہی انداز میں پائیں گے۔ جبکہ علم الالسنہ کی رو سے دنیا کی ہر زبان میں ہر چار میل کے بعد تلفظ میں فرق آجانا ایک قدرتی امر ہے، ہم دور کیوں جائیں خود پاکستان کی مختلف زبانوں کو دیکھ لیجئے سرائیکی اور پنجابی زبان میں کتنا فرق ہے اسطرح سندھی زبان اور میمنی زبان میں فرق واضح ہے نیز سرگودھا، جہلم، اور راولپنڈی کی زبان بھاولپوری اور ملتانی زبان سے مختلف ہے۔ علاقائی اور اضلاعی اختلاف تو ایک طرف رہا ایک ہی شہر کے مختلف محلوں اور برادریوں کے

اندازِ تکلم میں واضح فرق ہوتا ہے۔ چنانچہ گلگت کی گلگتی زبان شینا بولی میں اندازِ تکلم بھی ہر ۲۰ کلومیٹر پر مختلف اور نمایاں نظر آتا ہے۔ لیکن کلام اللہ کی عربی اور اُس کا اندازِ بیان ایک ہی ہے چنانچہ قرآن مجید کی تلاوت خواہ پاکستانی کر رہا ہو یا عربی یا چینی یا جاپانی یا افریقی یا امریکی یا سندھی یا بنگالی یا ہندی سب کے سب قرآن پاک کی عربی ایک ہی طرح پڑھتے ہیں کہیں بھی کوئی اُس کے تلفظ میں فرق نہیں کرتا۔ حالانکہ یہی لوگ جب انگریزی بولتے ہیں تو ہر ایک کے لب و لہجے میں آسمان وزمین کا فرق پڑ جاتا ہے۔

عربی کا امتیاز بین الاقوامی زبان ہونا ہے :آج دنیا کی آبادی تقریباً ڈھائی ارب تک پہنچ چکی ہے مسلمانوں کی تعداد ۹۰۶،۳،۷،۱۱،۵۲ ہے اور قرآن کی زبان عربی دنیا کی تیسری سب سے زیادہ بولی جانے والی زبان ہے یہ زبان دجلہ سے بحراوقیانوس کے کناروں تک بولی جاتی ہے اس زبان نے دنیا کی ہر زبان کو متاثر کیا ہے۔ اور ہر قوم کی ادبیات پر اپنا گہرا اثر ڈالا ہے ایشیاء کی زبانیں براہ راست اُس کی بدولت پروان چڑھی ہیں۔ وہ سب اپنی موجودہ ترقی کے لیے عربی کی مرہون منت ہیں قرآن مجید کی زبان کسی ایک آدھ ملک کی زبان نہیں کے اُسے یوں ہی نظر انداز کیا جا سکے یہ دنیا کے کم وبیش بیس ملکوں کی قومی اور سرکاری زبان ہے۔ جن میں سعودی عرب، عراق، لبنان، یمن، مصر، شام، کویت، سوڈان، اردن، لیبیا، تیونس، عدن، بحرین، مراکش، مسقط وعمان اور الجزائر سرفہرست ہیں ان ممالک کی آبادی کروڑوں کی ہے۔ ان ملکوں میں مسلمانوں کے علاوہ مسیحی، یہودی، قبطی، اور دوسری غیر مسلم قومیں آباد ہیں۔ عربی اُن سب کی مادری زبان ہے اور انہیں اُس پر فخر ہے۔ مندرجہ بالا عرب ممالک پر کیا منحصر ہے۔ اُن کے علاوہ کئی دوسرے ملکوں میں عربی بطور ثانوی اور متبادل زبان کے رائج ہے۔ دنیا بھر کے مسلمان عربی زبان سے آشناں ہیں۔ اور جو عربی نہیں سمجھتے وہ بھی کسی نہ کسی مرحلے میں فقرے اور جملے استعمال کرتے ہیں۔ جیسے اذان، نماز، اور صلوۃ وسلام کے علاوہ بسم اللہ، سبحان اللہ، الحمدللہ، ماشاء اللہ، جزاک اللہ، اور اناللہ اور اِس قسم کے درجنوں خالص عربی فقرے زبان زد خلائق ہیں ان الفاظ کے معنی اور مفہوم ان پڑھ اور جاہل بھی جانتے ہیں اسلیئے کے کبھی کسی نے کسی کے مرنے پر الحمدللہ نہیں کہا اور کسی نے خوشی کے موقع پر انا للہ وانا الیہ راجعون نہیں پڑھا یہیں سے قرآن فہمی اور عربی دانی کی ابتدا ہوتی ہے۔ (۲۰)

عربی زبان اور اُس کے ادب کا مطالعہ کرنے سے یہ بات کھل کر واضح ہو جاتی ہے کہ اِس زبان و ادب پر اللہ تعالیٰ کی خصوصی عنایت رہی ہے۔ کیونکہ جب خدا کسی انسان کو نبوت کے لیے منتخب کرتا ہے تو اُسے ایک خاص انداز اور مخصوص ماحول میں پروان چڑھاتا ہے۔ اِسی طرح جب اُس نے عربی زبان کو اپنے آخری پیغامِ ہدایت کے لیے انتخاب فرمایا تو اُس زبان کو ابتداءً ایک خاص انداز سے اپنی نگرانی و حفاظت میں پروان چڑھایا اور جب اُس زبان کا ادب استعداد و صلاحیت کے اُس بلند مقام پر پہنچا جہاں وہ روحِ خداوندی کا متحمل ہو سکے تو اُس زبان میں قرآن مجید نازل کیا گیا جو ادبِ عربی کا اعلیٰ و اکمل نمونہ ہے۔

قرآن مجید عربی ادب کی بلند ترین مثالی کتاب ہے: قرآن مجید نے ادب میں حریتِ فکر، وسعتِ نظر، پاکیزگیِ تخیل، بلندیِ معنے پیدا کیے ادب عربی قرآن مجید سے قبل لفظی حسن و شوکت کے ساتھ بیشتر جذبات سافلہ کی ترجمانی میں لگا ہوا تھا۔ قرآن مجید نے آکر ادب عربی کو لفظی و معنوی حسن کے ساتھ جذبات عالیہ کی ترجمانی کے آداب سکھائے اور یہ قرآن مجید ہی کی تعلیم کا فیضان ہے کہ آج عربی زبان تمام دنیا کے علوم و افکار سے بھری پڑی ہے۔ عربی زبان و ادب کا محور قرآن مجید ہے۔ قرآن مجید نے ایسے الفاظ کا انتخاب کیا ہے جو بظاہر مختصر اور چھوٹے ہیں مگر بڑی معنوی وسعت و ہمہ گیری رکھتے ہیں۔ نیز یہ کہ قرآن مجید کے مستعملہ الفاظ عربی زبان کا گودا ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں یہ زبان قرآن مجید کو اپنے اندر لے لینے کی تیاری کر رہی تھی اور نزولِ قرآن کے بعد یہ اُسی کی خادم بنی رہی۔ اس ضمن میں بطور ثبوت اتنا لکھنا کافی ہے کہ ادب جاہلی کا جو سرمایہ آج محفوظ شکل میں مل رہا ہے وہ سب قرآن مجید کی زبان کو محفوظ کرنے اور اُسے سمجھنے کے لیے جمع کیا گیا تھا۔ اسی طرح صرف و نحو، معانی و بیان، لغت و تفسیر، حدیث و فقہ، علم کلام سب ہی قرآن مجید کے معانی و مطالب حل کرنے اور اُس کے اوامر و نواہی کی شرح کرنے کے لیے وجود میں آئے تاریخی ادب عربی کا مطالعہ کرنے والا دیکھے گا کہ یہ زبان جن نازک مرحلوں سے معجزانہ طور پر جان بچا کر نکل آئی یہ محض قرآن مجید کی روحانی قوت کا نتیجہ تھا ورنہ دنیا کی بیشمار زبانیں اس سے بھی کم تر صدمات کی تاب نہ لاکر زندگی کھو بیٹھیں اور آج اُن زبانوں کا نام بھی نہیں جانتے قرآن مجید نے ادب کو پاکیزہ و بلند اقدار سے شناسا کیا اور ادب کا مقصود تزکیہ نفوس متعین کیا۔ اُس نے بتایا کہ انسانوں کو دیگر حیوانات سے جو صفت ممتاز کرتی ہے وہ ادبی تخلیق کی طاقت ہے۔ قرآن مجید نے ادب کے لیے جو نام انتخاب کیا وہ ''البیان'' ہے۔ سورۃ

الرحمٰن میں جہاں اُس نے ''علمہ البیان'' کہا ہے بعض محققین اس سے ادب بھی مراد لیتے ہیں۔ قرآن مجید نے ادب کا رخ عدل و انصاف، خدمت انسانیت، تائید حق و صداقت، نفاست پسندی، عفت وحیاء اور خدا پرستی کی طرف پھیر دیا۔ اُس نے ہر موضوع کو بیان کرنے کے لیے مناسب ویُر وقار اسالیب بخش ہے، غور وفکر اور دلائل و براہین سے کام لینے کی دعوت دی۔ قرآن مجید نے بتایا کہ ادب کا فریضہ یہ ہے کہ طیّبات کو معاشرے میں مقبول بنائیں اور خبائث کے لیے معاشرہ کی فضا ناساز گار بنادے۔

قرآن مجید نے ادب کو یاس وقنوط کے مہلک جراثیم سے نجات دلا کر اسے جہاد مسلسل اور حیات آفریں رجائیت کا داعی بنایا تنقید کے لیے بلند اصول دیئے اور ''احسن'' اختیار کرنے میں کسی قسم کا تعصب نہ کرنے کی تلقین کی اس نے مدح وہجو کے لیے پیمانے مقرر کیے اور ''ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم'' کا بلند ترین معیار عطا فرمایا:

قرآن مجید نے عربی ادب میں حقائق کا اس طرح خمیر اٹھایا کہ اس کے بعد جس زبان میں بھی کسی شکل سے عربی ادب پہنچا اس خمیر کی تاثیر نے اُس زبان کو بھی فکری و معنوی بلندیوں سے ہمکنار کر دیا۔ آج دنیا کے ادب میں وحدت عالم، وحدت انسانیت، آزادی اور اخلاق فاضلہ کی جو حوصلہ افزائی ہو رہی ہے وہ اسی قرآنی ادب کی تاثیر کا نتیجہ ہے۔ اور اگر آج انسانیت اپنی آنکھوں سے تعصّبات کی عینکیں اتارنے کی کوشش کر رہی ہے تو یہ اسی ادب قرآنی کے فیض کا ثمرہ ہے۔ (۲۱)

عربی زبان کے مشکل ہونے کا پروپیگنڈا: عربی زمانے کے بارے میں ہمارے دشمنوں نے یہ پروپیگنڈہ کیا کہ یہ بُہت مشکل زبان ہے، انہوں نے اس بات کو اس قدر شہرت دی۔ اور اتنی بار دھرایا کہ اکثر لوگوں کو غلط فہمی ہوگئی، کہ واقعی عربی بے حد دشوار ہے۔ اور اس کا سیکھنا آسان نہیں خود مسلمانوں کے اندر اس غلط فہمی کی وجہ محض ناواقفیت اور بے بنیاد پروپیگنڈہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے ناظرہ قرآن تو پڑھا لیکن عربی کو بحیثیت ایک زبان کے سیکھنے کی کوشش نہ کی، اگر وہ عربی سیکھنے کے لئے تھوڑا سا وقت بھی لگاتے تو ہرگز اس غلط فہمی کا شکار نہ ہوتے۔ عربی بے حد آسان ہے، حد درجہ قریب الفہم ہے، وہ انتہائی سہل الحصول زبان ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ ہم اپنی بے خبری کے سبب آسان کا نام مشکل رکھ لیں۔ اور سہل کو دشوار کہنا شروع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام اور اس کی تفہیم کے بارے میں فرمایا ہے۔

ترجمہ: اور ہم نے سمجھنے کے لئے قرآن کو آسان کردیا ہے۔ پس ہے کوئی سمجھنے والا؟ (۲۲) ایک ہی سورت میں یہ آیت چار بار دُھرائی گئی ہے۔ اس تکرار سے اعلان خداوندی کے باوجود اگر کوئی شخص قرآن حکیم اور اُس کی زبان کو مشکل کہے تو یہ ایک بے بنیاد الزام کے سوا کچھ نہیں (۲۳)

جتنی بھی آسمانی کتابیں اور صحائف نازل ہوئے ان کی اصل زبان عربی تھی۔ ہر قوم کے پیغمبر علیہ السلام نے اپنی اپنی قوموں کی زبان میں اُس کا ترجمہ کر کے اُن کو سمجھایا اور پہنچایا ہے۔ تمام آسمانی کتب میں سے صرف قرآن مجید ہی ایک ایسی کتاب ہے۔ جو اپنی اصلی زبان عربی میں باقی ہے۔ قرآن کریم نے جہاں اس بات کا تذکرہ کیا ہے کہ دنیا کی ہر قوم کے لئے ہدایت انہی کی زبان میں بھیجی گئی ہے وہاں یہ بھی واضح فرمایا گیا ہے ہر قوم کا رسول کتاب ہدایت قوم کا ہم زبان بھیجا گیا ہے۔ (۲۴)

تمام آسمانی مخلوق اور فرشتوں کی زبان کا بھی عربی ہونا کتابوں سے معلوم ہوتا ہے نیز یہ بات بھی شریعت سے ثابت ہے کہ برزخ (قبر) میں بھی فرشتوں کا سوال وجواب عربی میں ہوگا (۲۵)

مذکورہ تمام باتوں سے یہ نتیجہ اخذ کرنا کچھ مشکل نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عربی زبان کو انسانیت نظام ہدایت کے لیے ذریعہ قرار دیا ہے یہی وجہ ہے اللہ کی تمام نورانی مخلوق اور اُس کے منتخب تمام پیغمبر عربی زبان سے واقف تھے۔ ظاہر ہے کہ قرآن مجید قیامت تک کے لیے نظام ہدایت ہے اور قرآن مجید سے ہدایت لینے کے لیے عربی زبان سے واقفیت ضروری ہے۔ لہٰذا مسلمانوں پر یہ بات لازم ہے کہ عربی زبان کی تحصیل نہ چھوڑیں کیونکہ اِس زبان میں ہمارے مذہب کی ہدایتیں موجود ہیں۔ (۲۶)

مولانا محمد نعیم الرحمٰن لکھتے ہیں کہ تعجب اور سخت تعجب کی بات یہ ہے کہ دنیا کی اتنی ترقی کے باوجود عربی زبان کی قدامت اور اس کے بولنے والوں کی زیادہ تعداد کے باوجود کسی نے اِس زبان کے قواعدِ (صرف ونحو) نہیں بنائے یہ اعزاز صرف اور صرف مسلمانوں کے لئے محفوظ تھا کہ اُس کے قواعد مرتب و مدوّن کر کے اس کو سائنٹفک یعنی علمی زبان بنائیں چنانچہ مسلمان علماء نے ان قواعد کی تدوین کی ابتدا بہت چھوٹے پیانے پر شروع کی ہوتے ہوتے یہ مستقل فن بن گیا اور اتنا پھیلا کہ لاکھوں صفحات کا میدان بھی اُس کے لیے تنگ ہوگیا ممکن ہے کہ بعض سہولت پسند لوگ اس پھیلادے کو فضول سمجھیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہمیں اُن صرفی ونحوی علماء کا شکریہ ادا کرنا لازم ہے

جنہوں نے بال کی کھال نکال کر دودھ و پانی الگ الگ کر دیا (۲۷)

صاحب القاموس عربی زبان کی فضیلت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ قرآن کریم کا نزول حضور ﷺ کو عرب و عجم سب کی ہدایت کے لیے بھیجا گیا تھا لیکن چونکہ آپ ﷺ عرب تھے اور آپ کے اوّلین مخاطب بھی عرب تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن کریم کو بھی تمام عربوں کی مشترکہ و متحدہ زبان، لغت قریش ہی میں نازل کیا۔ اسلام نے اس زبان کو صلوۃ و زکوۃ اور صوم و حج جیسے خاص شرعی مفاہیم رکھنے والے الفاظ عطا کیئے۔ (۲۸)

علوم قرآنی پر عبور کے لئے ادب جاهلیه سے استفادہ کا حکم: تفسیر قرآن کے حوالہ سے حضرت فاروق اعظمؓ کا ایک واقعہ نقل کیا گیا ہے ایک مرتبہ آپ نے برسرِ ممبر صحابہ کو خطاب کر کے سوال کیا لفظ تخوف کے کیا معنی سمجھتے ہیں عام مجمع خاموش رہا مگر قبیلہ ہذیل کے ایک شخص نے عرض کیا کہ امیر المومنین! یہ ہمارے قبیلے کی خاص لغت ہے ہمارے یہاں یہ لفظ تنقص کے معنی میں استعمال ہوتا ہے یعنی بتدریج گھٹانا حضرت عمر فاروقؓ نے سوال کیا کہ کیا عرب اپنے اشعار میں یہ لفظ تنقص کے معنی میں استعمال کرتے ہیں اُس نے عرض کیا کہ ہاں، اور اپنے قبیلہ کے مشہور شاعر ابو کبیر ہذلی کا ایک شعر پیش کیا جس میں یہ لفظ بتدریج گھٹانے کے معنی میں لیا گیا تھا۔ اُس پر حضرت فاروقؓ نے فرمایا! لوگو! تم اشعارِ جاہلیت کا علم حاصل کرو کیونکہ اُس میں تمہاری کتاب کی تفسیر اور تمہارے کلام کے معنی کا فیصلہ ہوتا ہے۔

اس سے ایک بات تو یہ ثابت ہوئی کہ معمولی طور پر عربی زبان بولنے لکھنے کی قابلیت علوم قرآنی پر عبور کے لئے کافی نہیں، بلکہ اس میں اتنی مہارت اور واقفیت ضروری ہے جس سے قدیم عرب جاہلیت کے کلام کو پورا سمجھا جا سکے، کیونکہ قرآن کریم اسی زبان اور انہی کے محاورات میں نازل ہوا ہے، اس درجہ کا ادب عربی سیکھنا مسلمانوں پر لازم ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن کریم کو سمجھنے کے لئے زمانہ جاہلیت کی عربی زبان اور اس کی لغت و محاورات سمجھنے کے لئے شعراء جاہلیت کا کلام پڑھنا پڑھانا جائز ہے، اگرچہ یہ ظاہر ہے کہ شعراء جاہلیت کا کلام جاہلانہ رسموں اور خلاف اسلام جاہلانہ افعال و اعمال پر مشتمل ہوگا، مگر قرآن فہمی کی ضرورت سے اس کا پڑھنا پڑھانا جائز قرار دیا گیا۔ (۲۹)

مامون کے دربار کا ایک دلچسپ واقعہ : امام قرطبیؒ نے سند متصل کے ساتھ ایک واقعہ مامون کے دربار کا نقل کیا ہے کہ مامون کی عادت تھی کہ کبھی کبھی اُن کے دربار میں علمی مسائل پر بحث ومباحثے اور مذاکرے ہوا کرتے تھے، جس میں ہر اہل علم کو آنے کی اجازت تھی، ایسے ہی ایک مذاکرہ میں ایک یہودی بھی آ گیا، جو صورت شکل اور لباس وغیرہ کے اعتبار سے بھی ایک ممتاز آدمی معلوم ہوتا تھا، پھر گفتگو ہوئی تو وہ بھی فصیح و بلیغ اور عاقلانہ گفتگو تھی جب مجلس ختم ہوگئی تو مامون نے اس کو بلا کر پوچھا کہ تم اسرئیلی ہو؟ اس نے اقرار کیا، مامون نے (امتحان لینے کے لئے) کہا کہ اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو ہم تمہارے ساتھ بہت اچھا سلوک کریں گے۔ اس نے جواب دیا کہ میں تو اپنے اور اپنے آباء واجداد کے دین کو نہیں چھوڑ سکتا، بات ختم ہو گئی، یہ شخص چلا گیا، پھر ایک سال کے بعد یہی شخص مسلمان ہوکر آیا، اور مجلس مذاکرہ میں فقہِ اسلامی کے موضوع پر بہترین تقریر اور عمدہ تحقیقات پیش کیں، مجلس ختم ہونے کے بعد مامون نے اس کو بلا کر کہا کہ تم وہی شخص ہو جو سال گذشتہ آئے تھے؟ جواب دیا ہاں وہی ہوں، مامون نے پوچھا کہ اُس وقت تو تم نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا، پھر اب مسلمان ہونے کا سبب کیا ہوا؟

اس نے کہا میں یہاں سے لوٹا تو میں نے موجودہ مذاہب کی تحقیق کرنے کا ارادہ کیا، میں ایک خطاط اور خوشنویس آدمی ہوں، کتابیں لکھ کر فروخت کرتا ہوں تو اچھی قیمت سے فروخت ہو جاتی ہیں، میں نے امتحان کرنے کے لئے تورات کے تین نسخے کتابت کئے، جن میں بہت جگہ اپنی طرف سے کمی بیشی کر دی اور یہ نسخے لے کر میں کنیسہ میں پہنچا، یہودیوں نے بڑی رغبت سے ان کو خرید لیا، پھر اسی طرح انجیل کے تین نسخے کمی بیشی کے ساتھ کتابت کر کے نصاریٰ کے عبادت خانہ میں لے گیا وہاں بھی عیسائیوں نے بڑی قدر و منزلت کے ساتھ یہ نسخے مجھ سے خرید لئے، پھر یہی کام میں نے قرآن کے ساتھ کیا، اس کے بھی تین نسخے عمدہ کتابت کئے جن میں اپنی طرف سے کمی بیشی کی تھی، ان کو لے کر جب میں فروخت کرنے کے لئے نکلا تو جس کے پاس لے گیا اس نے دیکھا کہ صحیح بھی ہے یا نہیں، جب کمی بیشی نظر آئی تو اس نے مجھے واپس کر دیا۔ اس واقعہ سے میں نے یہ سبق لیا کہ یہ کتاب محفوظ ہے، اور اللہ تعالیٰ ہی نے اس کی حفاظت کی ہوئی ہے، اس لئے مسلمان ہو گیا۔ (۳۰) اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کی حفاظت کی طرح اللہ تعالیٰ نے اُس

قرآن کی زبان (عربی) کی حفاظت کی بھی ذمہ داری لی ہوئی ہے۔ قیامت تک جس طرح قرآن کی حفاظت ہوگی اِسی طرح اُس کی زبان (عربی) کی حفاظت ہوتی رہے گی۔

عربی زبان کے فروغ کے لئے چند تجاویز

۱۔ کسی بھی زبان کی اہمیت وفضیلت واضح ہو جانے کے بعد ارباب حکومت اور محققین علماء کا یہ فریضہ بنتا ہے کہ وہ اِس زبان کی اشاعت میں اپنا بھرپور کردار ادا کریں۔ اُس کا طریقہ یہ ہے کہ صاحب علم اپنی بساط کے مطابق مثلاً خطباء اپنے خطبوں میں، اساتذہ اپنے طلباء کے سامنے ،اور کالم نگار کالم کے ذریعے اُس کی فضیلت واہمیت کو اُجاگر کریں اُس زبان کے سیکھنے وسکھانے کی طرف توجہ دلائیں اور نہ سیکھنے کی نتیجہ میں اُس کے دینی ودنیاوی نقصانات سے بھی آگاہ کریں۔

۲۔ میری اربابِ حکومت پاکستان سے گزارش ہے کہ انگریزی زبان کی بجائے عربی زبان کو پاکستان کی سرکاری زبان قرار دینے کے لئے اپنا بھرپور کردار ادا کریں کیونکہ یہی وہ زبان ہے کہ پوری دنیا کے مسلمانوں کو ایک مرکز پر جمع کرسکتی ہے۔ جس طرح اردو قومی زبان نے تمام اہل پاکستان کو محبت کی ایک ہی لڑی میں پُرو یا ہوا ہے۔ اِس سلسلے میں مشہور محقق حسین یاسین الکاتب اور محمد حسن الاعظمی امۃ واحد اور لغۃ واحدہ میں رقمطراز ہیں کہ:

عربی زبان کو پاکستان کی سرکاری زبان ہونا چاہیے کیونکہ پاکستان ایک اسلامی مملکت کے طور پر وجود میں آیا اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ اسلامی زبان عربی ہے چنانچہ قائداعظم نے بھی اس بات کا کئی بار کئی مقامات پر اعلان کیا کہ پاکستان کی بنیاد قرآن وسنت پر ہے۔ اُس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ قرآن وسنت عربی میں ہے لہٰذا پاکستان کی سرکاری زبان بھی عربی ہونی چاہیے۔ (۳۱) مشہور عربی مقولہ ہے کہ ("النّاس علی دین ملوکھم") یعنی لوگ اپنے بادشاہوں کے مذہب پر ہوتے ہیں۔ لہٰذا عربی کو سرکاری زبان قرار دیا جانا اُس کے فروغ کا ایک اہم سبب ہے

۳۔ عربی کے فروغ کے لیے سرکاری ادارے ہوں یا دینی مدارس سب مل کر مشترکہ کوشش کریں اِس کے لئے ضروری ہے مشترکہ ورکشاپ اور سیمینار منعقد کیے جائیں جس میں عربی کے فروغ کے لیے باقاعدہ تقریری مقابلے منعقد کیے جائیں سرکاری سطح پر پرائمری سے لے کر ایم ۔اے کی سطح تک اسلامیات کے مضمون کے ساتھ عربی کا مضمون بھی لازمی مضمون کی حیثیت سے

نافذ کیا جائے۔ مجھے افسوس سے لکھنا پڑتا ہے کہ پاکستان کے تمام اداروں میں غیروں کے اشارے پر عربی کو بطور مضمون ختم کیا جارہا ہے۔ مگر یہ پڑھ کر خوشی بھی ہوئی کہ پورے پاکستان میں صرف آزاد کشمیر کے تعلیمی اداروں میں پرائمری سے لے کر ایم۔اے کی سطح تک عربی کو بطور مضمون لازمی پڑھایا جارہا ہے۔ امید ہے ارباب حکومت اس اہم مذہبی عربی زبان کی ترویج میں کوتاہی نہیں کرے گی۔ یہاں یہ بھی بتا تا چلوں کہ سعودی حکومت عربی کے فروغ کے لئے سنا ہے کہ با قاعدہ فنڈ مہیا کرتی ہے۔ حکومت وقت اپنی اس اہم ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے آزاد کشمیر کے اداروں کی طرح پورے پاکستان کے اداروں میں عربی کو لازمی مضمون کی حیثیت سے نافذ کرے۔ ان ہی چند کلمات پر میں اپنے اس مقالہ کو ختم کرتا ہوں۔ مقالہ لکھتے وقت درجہ ذیل تفسیروں سے بھی استفادہ کیا ہے۔ (۳۲)

حواشی و حوالہ جات

۱۔ القرآن / سورۃ الرحمٰن / آیت ۲،۳
۲۔ القرآن / سورۃ توبہ / آیت ۱۲۸
۳۔ القرآن / سورۃ یوسف / آیت نمبر ۲
۴۔ القرآن / سورۃ زخرف / آیت نمبر ۲
۵۔ القرآن / سورۃ الشوریٰ / آیت نمبر ۷
۶۔ القرآن / سورۃ الرعد / آیت نمبر ۳۷
۷۔ القرآن / سورۃ النحل / آیت نمبر ۱۰۳
۸۔ القرآن / سورۃ حٰم السجدہ / آیت نمبر ۳
۹۔ القرآن / سورۃ الاحقاف / آیت نمبر ۱۲
۱۰۔ القرآن / سورۃ زمر / آیت نمبر ۲۸
۱۱۔ القرآن / سورۃ یوسف / آیت نمبر ۲
۱۲۔ تفسیر عثمانی، مولانا شبیر احمد، مطبوعہ دارالاشاعت کراچی آیت ۱۹۲ تا ۱۹۵

۱۳۔القرآن/سورۃ الشعراء/آیت نمبر ۷
۱۴۔اعزاز علی، مولنا/مقدمہ مقامات حریری/نور محمد کتب خانہ کراچی/ص ۲۷
۱۵۔اقتضاء الصراط المستقیم/وزارۃ الشئون الاسلامیہ/المملکۃ العربیۃ السعودیہ/ص ۲۰۵
۱۶۔محمد زکریا، شیخ الحدیث مولانا/فضائل عربی/مکتبہ الشیخ کراچی/ص ۱۳
۱۷۔التبریزی، مشکوۃ شریف/قدیمی کتب خانہ کراچی/ص ۵۷۲
۱۸۔محمد زکریا، شیخ الحدیث مولانا/فضائل عربی/مکتبہ الشیخ کراچی/ص ۔۷،
۱۹۔نذر احمد، حافظ/عربی قرآن مجید کی زبان/عالمی ادارہ اشاعت العلوم الاسلامیہ چہلیک ملتان/ص ۔۱۱
۲۰۔نذر احمد، حافظ/عربی قرآن مجید کی زبان/عالمی ادارہ اشاعت العلوم الاسلامیہ چہلیک ملتان/ص ۔۱۴
۲۱۔الزیات، احمد حسن/تاریخ ادب عربی/شیخ غلام علی اینڈ سنز کراچی/ص ۔۲۵
۲۲۔القرآن/سورۃ القمر/آیت نمبر ۱۷
۲۳۔نذر احمد، حافظ/عربی قرآن مجید کی زبان/عالمی ادارہ اشاعت العلوم الاسلامیہ چہلیک ملتان/ص ۔۱۲
۲۴۔المنجد/دارالاشاعت کراچی/ص ۔۱۰
۲۵۔المنجد/دارالاشاعت کراچی/ص ۔۱۲
۲۶۔پانی پتی، محمد اسماعیل مقالات سرسید/مجلس ترقی ادب لاہور/ص ۔۲۶،
۲۷۔محمد نعیم الرحمٰن، مولانا/اساس عربی/مکتبہ الہ آباد انڈیا/ص ۔۱۱
۲۸۔کیرانوی، وحید الزمان قاسمی/القاموس الوحید/دارالاشاعت کراچی/ص ۔۱۹
۲۹۔محمد شفیع، مفتی/معارف القرآن/ج ۵/سورۃ النحل/ص ۔۳۵۱
۳۰۔محمد شفیع، مفتی/معارف القرآن/ج ۵/سورۃ الحجر/ص ۔۲۸۲
۳۱۔حسین یاسین الکاتب، محمد حسن الاعظمی/امۃ واحدۃ ولغۃ واحدۃ/مکتبہ منیریہ کراچی/ص ۔۶
۳۲۔حقانی، علامہ ابو محمد عبدالحق دہلوی/مکتبہ میر محمد کتب خانہ کراچی/ج ۳
۔محمد احمد مولانا/درس قرآن/ادارہ اشاعت القرآن/شمالی ناظم آباد کراچی/ج ۶/ص ۔۱۱۲
۔علامہ محمود آلوسی/تفسیر روح المعانی، فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی/مکتبہ بیروت (عربی)
۔قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی/تفسیر المظہری/مکتبہ بلوچستان بک ڈپو (عربی)